خواجہ سراؤں کے سماجی حقوق: سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

The Social Rights of the Transgender Community: An Analytical Study in the Light of the Prophetic Sīrah and Islamic Teachings

ڈاکٹر حافظ محمد وسیم عباس* ڈاکٹر محمد عرفان**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v9i1.1
Published: June,2026

Abstract

Transgender and intersex persons constitute a socially marginalised segment of society whose recognition, dignity, and fundamental rights remain significant concerns in contemporary social discourse. Islamic teachings, however, establish human dignity as a universal principle and provide a normative framework for the protection of an individual's life, property, honour, and social participation without discrimination. This study examines the social status and fundamental rights of transgender/intersex persons in the light of the Prophetic tradition and classical Islamic scholarship. It particularly explores their recognition within the Prophetic society and analyses Islamic perspectives concerning the protection of life, property, inheritance, dignity, and social inclusion. The study adopts a qualitative and analytical approach, drawing upon the Qur'an, Hadith literature, classical works of Islamic jurisprudence, and Qur'anic exegesis. The analysis demonstrates that transgender/intersex persons were recognised as members of society during the Prophetic period and that their social interaction was regulated according to relevant ethical and legal considerations rather than exclusion based solely on their physical condition. Furthermore, classical Islamic jurisprudence addressed issues such as inheritance and legal protection in considerable detail, indicating recognition of their legal and economic rights. The study also highlights the contrast between these Islamic principles and the social exclusion, discrimination, economic deprivation, and challenges to dignity experienced by transgender persons in contemporary Pakistani society. It concludes that the Prophetic model of human dignity, protection of fundamental rights, and social inclusion can provide an

*اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، گیفٹ یونیورسٹی، گجرانوالہ۔ waseem.abbas@gift.edu.pk (Correspondence Author)
**وزیٹنگ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، گیفٹ یونیورسٹی، گجرانوالہ۔

important ethical framework for addressing contemporary attitudes toward transgender/intersex persons and promoting a more inclusive and dignified social environment.
Keywords: Transgender Persons, Intersex Persons, Prophetic Tradition, Social Rights, Human Dignity, Islamic Law, Social Inclusion.

تعارف:

خواجہ سراؤں (یعنی مخنث افراد) کے لیے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں، کھسرا، ہجڑا، نامرد، دوجنسیا، Shemale, Transgender اور خنثیٰ کے الفاظ شامل ہیں۔ علامہ ابن منظورؒ افریقی لفظِ خنثیٰ کا معنیٰ یوں لکھتے ہیں:

"الخنثٰی الذی لا یخلص لذکر ولا انثیٰ، فقال رجل خنثٰی له ما للذکر ولاانثی"[1]

(خنثیٰ نہ خالص مرد ہوتا ہے اور نہ ہی عورت۔ پس ایسے شخص کو خنثیٰ کہا جاتا ہے جس میں مرد اور عورت کے (دونوں قسم کے اعضاء) موجود ہو۔)

علامہ مرغینانیؒ اپنی مشہور کتاب **"الھدایہ"** میں مخنث کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"وإذا كان للمولود فرج وذكر فهو خنثٰی"[2]

(اگر بچہ کے فرج اور ذکر دونوں ہوں تو وہ خنثیٰ ہے۔)

علامہ ابن عابدینؒ شامی لکھتے ہیں:

"و فی الاصطلاح من له آلة الرجال والنسآء ، او من لیس له شیء من هماا‌صلاً، و له ثقب یخرج منه البول"[3]

(اصطلاح میں خنثیٰ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کے لیے مردوں اور عورتوں (دونوں قسم) کے آلے ہو، یا خنثیٰ ایسے فرد کو کہا جاتا ہے جس کے دونوں آلوں میں سے ایک بھی آلہ نہ ہو۔ اس کے لیے ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے وہ پیشاب کرتا ہے۔)

علامہ مرغینانیؒ بلوغت کے بعد خواجہ سرا کے مراحل اور علامات کو یوں لکھتے ہیں:

"وإذا بلغ الخنثٰی وخرجت له اللحية أو وصل إلى النساء فهو رجل"وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل أوكان له ثدي مستو، لأن هذه من علامات الذكران"ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة أو نزل له لبن في ثديه أو حاض أو حبل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة"لأن

هذه من علامات النساء"وإن لم يظهر إحدى هذه العلامات فهو خنثى مشكل"وكذا إذا تعارضت هذه المعالم"[4]

(اگر خنثیٰ بالغ ہو جائے اور اس کے ڈاڑھی نکل جائے یا عورتوں تک پہنچ جائے، تو وہ مرد ہے، ایسے ہی جب مردوں کی طرح اسے احتلام ہو جائے یا اس کی چھاتی برابر ہو، کیونکہ یہ چیزیں مردوں کی علامات میں سے ہیں۔ اور اگر عورت کے پستان کی طرح اس کے پستان ظاہر ہو گئے یا اس کی پستانوں میں دودھ اتر آیا یا وہ حائضہ ہو گیا یا اسے حمل ٹھہر گیا یا اس کی فرج تک پہنچنا ممکن ہو گیا تو وہ عورت ہے، کیونکہ یہ عورتوں کی علامات میں سے ہے اور اگر ان علامات میں کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے اور ایسے ہی جب یہ علامات متعارض ہو جائیں۔)

مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوا کہ خنثیٰ کا لفظ ایسے فرد کے لیے بولا جاتا ہے جس کے جسم میں مرد اور عورت دونوں والے اعضاء (یعنی ذکر و فرج) موجود ہوتے ہیں، یا پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہوتا۔ اگر کسی میں مرد والی علامات غالب ہوں تو اس کو مردوں میں شمار کیا جائے گا اور اگر اس میں عورتوں والی علامات غالب ہوں تو عورتوں میں شامل ہو گا۔

بطورِ انسان خواجہ سرا (مخنث) کی سماجی حیثیت:

قرآن حکیم کے مطابق اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنانے کا شرف بخشا۔[5] جبکہ صحیح بخاری کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر تخلیق کیا۔[6] تاہم اللہ رب العزت نے نوع انسانی کی تخلیق ابتداءً ایک فرد یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے کی اور بائبل کے مطابق پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا گیا۔[7] پھر ان دونوں کے وجود سے باقی مرد و عورت کو دنیا میں پھیلایا گیا۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْ هما زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً "[8]

(لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔)

مولانا عبد الماجد دریابادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(یعنی ابو البشر حضرت آدم (علیہ السلام) سے، وحدت نوع انسانی کا یہ سبق اپنے عملی اور دور رس نتائج کے لحاظ سے کتنا اہم ہے! آخری جد اعلیٰ ہر گورے اور ہر کالے کے، ہر وحشی اور ہر مہذب کے، ہر ہندی اور ہر چینی

کے، ہر حبشی اور ہر فرنگی کے ایک ہی ہیں اور وہ آدم (علیہ السلام) ہیں، یہ نہیں کہ فلاں کے مورث اعلی کوئی اور تھے اور فلاں نسل کے کوئی اور، اور نہ یہ کہ برہمن ذات والے برہماجی کے منہ سے پیدا ہوئے اور کھشتری نسل والے ان کے سینہ سے اور ویش جاتی والے ان کے پیٹ سے اور شدر ذات والے ان کی ٹانگوں سے، اصلا انسان انسان سب ایک ہیں۔)[9]

تخلیقِ آدم کے بعد اولادِ آدم کو دنیا کی دیگر مخلوقات پر فضلیت بخشی گئی:

"وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"[10]

(اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔)

جبکہ سورۃ التین میں تین قسموں کے بعد انسان کو بہترین تخلیق قرار دیا گیا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"[11]

(ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔)

مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوا کہ اللہ رب العزت نے دنیا میں جتنی بھی مخلوقات پیدا کیں، ان میں سے حضرت انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت دے کر باقی سب مخلوقات کو انسان کے تابع بنایا۔ بحیثیت انسان سب برابر ہیں پھر چاہے ان میں رنگ و نسل، ذات پات، دین و مذہب، نوع و جنس (یعنی مرد، عورت، اور مخنث) کے اعتبار سے فرق کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صلاحیتوں سے متصف کر کے اس دنیا میں مبعوث کیا، پھر چاہے وہ مرد ہو، عورت ہو یا پھر مخنث (یعنی خواجہ سرا)۔

نبوی سماج میں خواجہ سرا (مخنث) کی اہمیت:

دینِ اسلام نے انسان ہونے کی بنیاد پر خواجہ سرا کی سماجی حیثیت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کو سماج میں مرد وعورت کی طرح حقوق دے کر اس کی سماجی پوزیشن کو واضح اور مستحکم کیا۔ دورِ نبوی میں خواجہ سرا (مخنث) اس سماج کا باقاعدہ طور پر حصہ تھے۔ خواجہ سرا نبوی سماج کا اہم رکن ہونے کی بنیاد پر اپنے روزمرہ کے معمولات سر انجام دیتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں مرد یا عورت کے حکم میں شامل کیا جاتا تھا۔ جس کا اندازہ نبوی سماج کے اس اہم واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، جس کا تذکرہ امام بخاری نے اپنی کتاب "الجامع الصحیح" میں یوں کیا:

عن أمها أم سلمة رضي الله عنها، دخل علي النبيﷺ، وعندي مخنث، فسمعته يقول لعبد الله بن أبي أمية: يا عبد الله، أرأيت إن فتح الله عليكم الطائف غدا، فعليك بابنة غيلان، فإنها تقبل بأربع، وتدبر بثمان، وقال النبي ﷺ: «لا يدخلن هؤلاء عليكن»[12]"

(حضرت ام سلمہ (رض) سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا تھا کہ نبی ﷺ تشریف لائے آپ نے اس ہیجڑے کو عبداللہ بن امیہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے عبداللہ دیکھو تو اگر کل کو اللہ تعالیٰ تمہیں طائف پر فتح عطا فرمائے تو دختر غیلان کو لے لینا کیونکہ وہ (اتنی گداز بدن ہے کہ) جب سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور جب پیٹھ موڑتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آنے پائیں (ان سے پردہ کرو).

خواجہ سرا کی سماجی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے امام رازی سورۃالنور کی آیت نمبر 31 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فأباح النبي عليه الصلاة والسلام دخول المخنث عليهن حين ظن أنه من غير أولي الإربة، فلما علم أنه يعرف أحوال النساء وأوصافهن علم أنه من أولي الإربة فحجبه[13]"

(پس نبی ﷺ نے مخنث کو (اپنی ازواج) کے پاس جانے کی اس وقت اجازت دی تھی جب آپ کو یہ گمان تھا کہ یہ (مخنث) ایسے لڑکوں کی طرح ہے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہیں ہے، لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ سرا (مخنث) تو عورتوں کے احوال اور اوصاف سے بخوبی واقف ہے تو آپ نے (اپنی زواج) کو اس سے پردہ کرنے کا حکم فرمادیا)۔

اس واقعہ سے نبوی سماج میں خواجہ سرا کی سماجی اہمیت اور حیثیت کے معلوم ہونے والے نمایاں پہلو:

- خواجہ سرا کی موجودگی کا ثبوت
- خواجہ سرا کی نبوی خاندان میں نقل وحرکت
- خواجہ سرا کا جنسی شعور
- خواجہ سرا کی سیاست سے واقفیت
- جنسی شعور معلوم ہونے پر ازوج کو پردے کا حکم

مذکورہ بالا گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوی سماج میں خواجہ سرا (مخنث) کو سماجی طور پر تسلیم کیا گیا۔ خواجہ سرا (مخنث) کی سماجی اہمیت اس بات سے روزِ روشن کے طرح نمایاں ہو جاتی ہے کہ خواجہ سرا نبی کریم ﷺ کے گھر میں آپ کی ازواج کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ یا آپ کی ازواج میں سے کسی نے بھی ان کو نہ کبھی حقارت سے دیکھا، نہ ہی ان کے ساتھ ناروا سلوک رکھا، اور نہ ان پر کبھی نبوی گھرانے میں داخل ہونے پر پابندی لگائی، لیکن جب آپ کو ان کے بارے یہ معلوم ہوا کہ یہ تو عورتوں کے احوال و اوصاف سے بخوبی واقف ہیں تو اپنی ازواج کو صرف ان سے پردہ کرنے اور گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔

جان کا تحفظ۔ خواجہ سرا (مخنث) کا سماجی حق:

دنیا کا ہر سماج / معاشرہ انسان ہونے کی بنیاد پر اپنے افرادِ معاشرہ کو کچھ بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے۔ جن میں بنیادی طور پر ہر فرد کی جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ شامل ہے۔ خواجہ سرا بطورِ انسان چونکہ سماج کا رکن ہیں، اس لیے باقی افراد کی طرح یہ افراد بھی ان حقوق کے حقدار ہیں۔

سماجی خوشحالی اور ترقی کے لیے ہر فرد کی زندگی کا تحفظ ناگزیر ہے، کیونکہ اگر افرادِ معاشرہ ہی زندہ نہ رہے تو معاشرہ کیسے تشکیل پائے گا۔ لہٰذا معاشرے کے کسی فرد کا قتل کسی بھی طور جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اس لیے قرآن حکیم نے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا۔ جیسا کہ سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا "[14]

(جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانون کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(یہ تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کے قتل سے زیادہ آدمیوں کا قتل زیادہ سنگین ہے اور اس کا گناہ بہت زیادہ ہے تو پھر اس کا مطلب کیا کہ جس نے ایک آدمی کو قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو تہ تیغ کر دیا۔ علامہ بیضاوی (رح) اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ جس نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا اس نے خون انسانی کی بے حرمتی اور توہین کی نیز اس نے قتل کی رسم کا از سر نو آغاز کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس جرم کے ارتکاب کی جرات دلائی)۔[15]

بد قسمتی سے عام طور پر خواجہ سراؤں (مخنث) کو پیدائش کے موقع پر شرمندگی کے خوف سے سماج کا حصہ نہ سمجھنے کی وجہ سے زندگی کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ آئے دن خواجہ سراؤں کے قتل کے واقعات دیکھنے

اور سننے کو ملتے ہیں۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ باقی افراد ان کو سماج کا حصہ ماننے اور ان کی سماجی حیثیت سمجھنے کے لیے تیار نہیں۔

دینِ اسلام نے نہ صرف خواجہ سراؤں کو جینے کا حق فراہم کیا بلکہ ان کے ناحق قتل پر قاتل سے قصاص لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں قتل کے قصاص کو لازم قرار دیا گیا ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰي[16]"

(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے)۔

مولانا ابوالکلام آزاد قصاص کے معاملے میں سب افراد کو یکساں قرار دیتے ہیں:

(انسانی مساوات کا اعلان اور نسل و شرف کے تمام امتیازات سے انکار جو لوگوں نے بنا رکھے ہیں اور جن کی وجہ سے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، وضیع ہو یا شریف، انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ اس لیے قصاص میں کوئی امتیاز تسلیم نہیں کیا جا سکتا)۔[17]

علامہ ابن عابدین شامیؒ خواجہ سرا کے قصاص کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

يقتل كل واحد من الرجل والمرءة بالخنثىٰ، ويقتل بهما، لانه لايخلو من ان يكون ذكراً او انثىٰ [18]

(خنثیٰ کو قتل کرنے کے بدلے میں قاتل مرد اور عورت کو قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر خنثیٰ نے کسی کو قتل کیا تو خنثیٰ کو مرد اور عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اس لیے کہ خنثیٰ دو حالوں میں سے ایک حال سے خالی نہ ہو گا، یا وہ مرد ہو گا یا پھر عورت)۔

مذکورہ بالا دلائل سے خواجہ سراؤں کی سماجی حیثیت واضح طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ خواجہ سرا (مخنث) نہ صرف سماج کا رکن ہیں، بلکہ اگر افرادِ معاشرہ میں سے کسی کو قتل کر دے یا کوئی انہیں قتل کر دے تو ہر دو صورتوں میں سماج میں فتنہ وفساد برپا ہونے کی صورت میں امن کی فضا قائم نہیں رہ سکے گی۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ نکل کر سامنے آتا ہے کہ خواجہ سراؤں کو نہ صرف سماج کا حصہ سمجھا جائے بلکہ ان کو سماجی حیثیت بھی دی جائے تاکہ ایک خوشگوار معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

مال کا تحفظ۔ خواجہ سرا (مخنث) کا سماجی حق:

ایک اچھے اور خوشحال معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ افرادِ معاشرہ کا معاشی طور پر خوشحال ہونے ساتھ ساتھ ان کی جان کے علاوہ مال کو تحفظ ملنا بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کسی معاشرے کے بعض

افراد اقتصادی طور پر خوشحال ہوں، ان کو معاشی ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں، لیکن بعض افراد یعنی خواجہ سراؤں کو معاشی تحفظ فراہم نہ کیا جائے تو وہ معاشرہ بدحالی اور لوٹ مار کا شکار ہو جاتا ہے۔

بد قسمتی سے خواجہ سراؤں کو معاشی ترقی کے یکساں مواقع نہ ملنے کی وجہ سے وہ جسم فروشی، ناچ گانا، چوری ڈکیتی اور گداگری جیسے کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ان سب کاموں کو کوئی بھی معاشرہ اور سماج اچھا نہیں سمجھتا۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے کام کرنے والے افراد کی سماجی حیثیت اچھی اور بہتر ہو سکتی ہے۔

قرآن حکیم نے انسان کے معاشی ذرائع اور حقوق کو مختلف مقامات پر مختلف حوالوں سے ذکر کیا۔ ان میں سے ایک اہم معاشی ذریعہ وراثت کو قرار دیا۔ اسی لیے وراثت میں وارثوں کے حصوں کو بالتفصیل بیان کیا گیا تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ سورۃ النساء میں وراثت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ[19]

(تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے)۔

علامہ قرطبیؒ خواجہ سرا (مخنث) کے حق وراثت کو یوں لکھتے ہیں:

لما قال تعالى: (في أولادكم) تناول الخنثى وهو الذي له فرجان. وأجمع العلماء على أنه يورث من حيث يبول، إن بال من حيث يبول الرجل ورث ميراث رجل، وإن بال من حيث تبول المرأة ورث ميراث المرأة[20]

(جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) "في اولادكم "۔ یہ حکم خنثیٰ (ہیجڑا) کو بھی شامل ہے جس کی دونوں آگے والی شرمگاہیں ہوتی ہیں، علماء کا اجماع ہے کہ اسے پیشاب کرنے کے اعتبار سے وارث بنایا جائے گا۔ اگر وہ مرد والی شرم گاہ سے پیشاب کرتا ہے تو وہ مرد کی میراث کا وارث ہو گا، اگر وہ عورت والی شرمگاہ سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کی میراث کا وارث ہو گا)۔

مزید علامہ مرغینانیؒ خواجہ سرا (خنثیٰ مشکل) کے حق وراثت کو یوں بیان کرتے ہیں:

ولو مات أبوه وخلف ابنا فالمال بينهما عند أبي حنيفة أثلاثا للابن سهمان، وللخنثى سهم وهو أنثى عنده في الميراث إلا أن يتبين غير ذلك" وقالا: للخنثى نصف ميراث ذكر ونصف ميراث أنثى وهو قول الشعبي رحمه الله[21]

(اور اگر خنثیٰ مشکل کا باپ مر گیا اور اس نے خنثیٰ مشکل کے علاوہ) ایک لڑکا چھوڑا تو امام ابو حنیفہ کے یہاں ان کے مابین مال تین حصوں پر تقسیم ہو گا بیٹے کے لیے دو حصے ہوں گے اور خنثیٰ کے لیے ایک حصہ ہو گا۔ اور

امام ابو حنیفہ کے یہاں خنثٰی میراث میں عورت ہے الا یہ کہ اس کے علاوہ (مرد ہونا) ظاہر ہو جائے۔ حضرات صاحبین فرماتے ہیں کہ خنثٰی کو مرد کی میراث کا نصف اور عورت کی میراث کا نصف ملے گا اور یہی امام شعبی کا قول ہے۔)

مذکورہ بالا دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں سماج کے ہر فرد کو یکساں معاشی مواقع اور حقوق فراہم کئے گئے ہیں۔ فقہاء کرام نے خواجہ سراؤں کے وراثت میں معاشی حق کو اس قدر باریک بینی سے بیان کیا تاکہ وراثت کی تقسیم کے وقت کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

بدقسمتی سے والدین سماج میں شرمندہ ہونے کے ڈر سے بچپن میں ہی خواجہ سراؤں کو اپنے نسب سے ہی محروم کر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی ناک اور جھوٹی شان بچا سکیں۔ اور اگر کسی خواجہ سرا کو شناخت مل بھی جائے تو اس کو سماج کے ڈر سے اپنے گھر میں رکھنا گوارا نہیں کرتے۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خواجہ سرا کو اپنا وارث دیکھ سکیں یا ان کو وراثت میں سے کچھ دیں۔ اس سب معاملے میں والدین کے ساتھ ان کے بہن بھائی برابر کے شریک ہو کر اس کا حقِ وراثت ناحق کھاتے ہیں۔ جس کی واضح طور پر قرآن حکیم میں ممانعت موجود ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ[22]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے)۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کی وضاحت لکھتے ہیں:

(اس آیت میں باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانے اور قتل نفس کو حرام ٹھہرایا ہے اور ان دونوں حرمتوں کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ان کو ایک ساتھ جمع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ان دونوں میں بڑا گہرا رشتہ ہے۔ مال کی حرص اس کے حصول کے جائز و ناجائز طریقوں کی تمیز اٹھا دیتی ہے اور پھر یہ بیماری لوگوں کو اس طرح اندھا کر دیتی ہے کہ اس کے لیے قتل و خون تک نوبت آجاتا ہے۔ سماجی فسادات اور خون ریزیوں کے اسباب کا سراغ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ حرص مال کو ان میں سب سے زیادہ دخل ہے۔ اسلام نے ان دونوں چیزوں کے اس گہرے باہمی رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مال اور ایک دوسرے کی جان دونوں چیزوں کی حرمت کی یکساں تاکید فرمائی ہے۔ حرمة ماله كحرمة دمه)۔[23]

خواجہ سراؤں کے معاشی تحفظ کی فراہمی کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تو آپ نے دورانِ طواف کعبہ کو یوں مخاطب فرمایا:

مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا[24]

((اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے)۔

عزت وآبرو کا تحفظ۔خواجہ سرا(مخنث) کا سماجی حق:

اللہ رب العزت نے جب خود انسان کو احسن تخلیق قرار دینے کے بعد اس کو عزت و شرف بخشا ہے، تو پھر کسی بھی صورت کسی کو بھی خواجہ سرا کی تحقیر کرنے یا اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کی بالکل اجازت نہیں۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں واضح طور یہ حکم فرمایا:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ"[25]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں)۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کے ضمن کچھ یوں رقمطراز ہیں:

(مذاق اڑانے سے مراد محض زبان ہی سے کسی کا مذاق اڑانا نہیں ہے، بلکہ کسی کی نقل اتارنا، اس کی طرف اشارے کرنا، اس کی بات پر یا اس کے کام یا اس کی صورت یا اس کے لباس پر ہنسنا، یا اس کے کسی نقص یا عیب کی طرف لوگوں کو اس طرح توجہ دلانا کہ دوسرے اس پر ہنسیں، یہ سب بھی مذاق اڑانے میں داخل ہیں۔ اصل ممانعت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی کسی نہ کسی طور پر تضحیک کرے، کیونکہ اس تضحیک میں لازماً اپنی بڑائی اور دوسرے کی تذلیل و تحقیر کے جذبات کار فرما ہوتے ہیں جو اخلاقاً سخت معیوب ہیں، اور مزید بر آں اس سے دوسرے شخص کی دل آزاری بھی ہوتی ہے جس سے معاشرے میں فساد رونما ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اس فعل کو حرام کیا گیا ہے)۔[26]

مذکورہ بالا آیت میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے مذاق اڑانے اور تحقیر کرنے کے جن طریقوں کا ذکر کیا،خواجہ سراؤں کو اپنے روزمرہ معمولات میں ان سب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں بالعموم ان پڑھ، غیر مہذب افراد کے علاوہ بد قسمتی سے بعض اوقات پڑھے لکھے، سنجیدہ اور مہذب لوگوں بھی شامل ہوتے ہیں۔

عزت وتکریم کا تعلق مرد یا عورت ہونے کی بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ ایک اچھے انسان ہونے کی بنیاد پر ہوتا ہے، پھر چاہے وہ مرد ہو، عورت ہو، یا پھر خواجہ سرا(مخنث)۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک(مقرب) ہونے کے لیے مرد یا عورت ہونا ضروری نہیں بلکہ متقی ہونا ضروری ہے۔جیسا کہ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوا:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[27]

(در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔)

پاکستانی سماج میں خواجہ سراؤں کی موجودہ حیثیت:

پاکستانی معاشرے کی اگر بات کی جائے تو اس وقت خواجہ سراؤں کی سماجی حیثیت کچھ خاص نہیں ہے۔ذیل میں کچھ اہم سماجی مسائل کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

- خواجہ سراؤں کا پہلا بنیادی اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کا خاندان کو اپنانے سے انکار کر دیتا ہے۔جب اس کا اپنا خاندان ہی اس کو اپنانے کے لیے تیار نہیں تو پھر سماج کیسے اپنائے گا۔
- خواجہ سراؤں کا دوسرا بنیادی مسئلہ رہائش کا ہے۔چونکہ یہ افراد اپنے گھر والوں کے ساتھ نہیں رہتے ،اس لیے عام محلوں اور گھروں میں ان کو رہنے نہیں دیا جاتا۔ جس کی وجہ سے یہ مخصوص علاقوں میں ایسے رہتے ہیں جیسے یہ اس سماج کے ناکارہ افراد ہوں۔
- خواجہ سراؤں کو عام طور فحاشی، عریانی اور اغواکاری کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ سماج نے چونکہ ان کو معاشی ترقی کرنے کے لیے یکساں مواقع فراہم نہیں کیے، اس لیے ان کے پاس ان کاموں کے علاوہ کوئی دوسرا کام ہی نہیں ہے کہ جس کی بدولت یہ معاشرے میں اپنی سماجی حیثیت مستحکم کر سکیں۔
- خواجہ سراؤں کی تعلیم سے محرومی، اجتماعی اور عوامی مقامات پر داخلے کی پابندی، جسمانی اور ذہنی تشدد کا شکار ہونا، طبی سہولیات سے محرومی، ملازمت کے حصول میں دشواری، وراثت سے محرومی اور سیاست سے دوسری کے علاوہ سماجی مساوات سے محرومی بھی ان کی سماجی حیثیت کو داغدار کیے ہوئے ہے۔

پاکستانی آئین اور خواجہ سرا:

خواجہ سراؤں کی سماجی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان نے انسان ہونے کی بنیاد پر مرد اور عورت کے ساتھ ساتھ خواجہ سراؤں کی پاکستانی معاشرے میں سماجی حیثیت کو نمایاں اور مستحکم کرنے کے لیے 24 مئی 2018ء کو Transgender Persons (Protection of Rights) کے نام سے ایک الگ سے ایکٹ بنایا۔ جس کو باقاعدہ طور پر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور کروانے کے بعد نافذ العمل کیا گیا۔

2018ء میں منظور ہونے والے اس ایکٹ کا بنیادی مقصد پاکستانی سماج میں خواجہ سراؤں کو قانونی طور پر تسلیم کرنا ہے۔ جس کے بعد انہیں باقی افرادِ معاشرہ کی طرح ملک پاکستان کے تمام حقوق وفوائد حاصل ہوں گے۔ اس ایکٹ کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

- ✓ اس ایکٹ کی بدولت، خواجہ سرا افراد ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ حاصل کر سکتے ہیں۔
- ✓ خواجہ سرا افراد اپنی صوابدید پر قومی ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے ریکارڈ میں اپنی جنس تبدیل کر سکتے ہیں۔
- ✓ گھر میں یا عوامی جگہ پر خواجہ سرا افراد کو ہراساں کرنا ممنوع ہے۔
- ✓ تعلیمی یا معاشرتی طور پر خواجہ سرا افراد میں امتیازی سلوک ممنوع ہے۔
- ✓ حکومت کو محفوظ مکانات قائم کرنے اور خواجہ سرا افراد کو طبی اور تعلیمی سہولیات کی فراہمی کی اجازت دیتا ہے۔ اس سے حکومت کو سائکوتھراپی مہیا کرنے کے لیے مراکز قائم کرنے کی بھی سہولت ملتی ہے۔
- ✓ حکومت کو جیلوں میں خواجہ سرا افراد کے لیے الگ کمرے قائم کرنے کا پابند بناتا ہے۔
- ✓ کسی شخص کو خواجہ سرا افراد کو زبردستی بھیک منگوانے پر، پچاس ہزار روپے جرمانہ اور 6 سال جیل اور سزا دی جاسکتی ہے۔[28]

خلاصہ بحث:

خواجہ سرا سے مراد ایسا شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء موجود ہوں یا پھر ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔ اگر کسی خنثیٰ میں مرد والی علامات غالب ہوں تو وہ مرد اور اگر عورتوں والی علامات غالب ہوں تو عورت کے حکم میں مانا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صلاحیتوں سے متصف کر کے اس دنیا میں مبعوث کیا، پھر چاہے وہ مرد ہو، عورت ہو یا پھر مخنث۔ دورِ نبوی میں خواجہ سرا(مخنث)اس سماج کا باقاعدہ حصہ تھے۔ نبوی سماج میں انسان ہونے کی بنیاد پر خواجہ سراؤں کی سماجی حیثیت کو تسلیم کر کے ان کے جان، مال اور عزت وآبرو کا تحفظ دیا گیا۔

بد قسمتی سے والدین سماج میں شر مندگی کے ڈر سے بچپن میں ہی خواجہ سراؤں کو اپنے نسب سے محروم کر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی جھوٹی شان بچا سکیں۔ جس کی وجہ سے انہیں اپنے روزمرہ معمولات میں مذاق بننے اور ذلیل ہونے کے مختلف رویوں کا سامنے کرنا پڑتا ہے۔ جس میں بالعموم غیر مہذب افراد کے علاوہ بعض اوقات سنجیدہ اور مہذب لوگوں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

عزت و تکریم کا تعلق صرف مرد یا عورت ہونے پر نہیں بلکہ ایک اچھے انسان ہونے کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے مرد یا عورت ہونا ضروری نہیں بلکہ متقی ہونا ضروری ہے اور متقی خواجہ سرا(مخنث) بھی ہو سکتا ہے۔

اسلامی قوانین کے ساتھ ساتھ پاکستانی آئین بھی خواجہ سراؤں کی سماجی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے پاکستانی سماج میں ان کی بھرپور شراکت کا آئینہ دار ہے۔ لہٰذا، بطورِ سماج ہمیں اس مسئلہ کی حساسیت کا ادراک کرتے ہوئے خواجہ سراؤں کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کے تدارک میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ وہ احساسِ کمتری سے نکل کر عام افرادِ معاشرہ کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] ابن منظور الإفريقي، محمد بن مکرم (المتوفی: 711ھ)، **لسان العرب** (الطبعة: الثالثة)، بیروت: دار صادر 1414ھ۔ ج:2، ص:145

Ibn Manẓūr al-Ifrīqī, Muḥammad ibn Mukarram (d. 711 AH). ***Lisān al-'Arab***. (3rd ed.) Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH. Vol. 2, p. 145.

[2] المرغيناني، علي بن أبي بكر (المتوفی: 593ھ)۔ الهداية في شرح بداية المبتدي۔ بیروت: دار احیاء التراث العربي۔ ج:4، ص:546

Al-Marghīnānī, 'Alī ibn Abī Bakr (d. 593 AH). ***al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī***. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī. Vol. 4, p. 546.

[3] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر (المتوفی: 1252ھ)۔ رد المحتار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر۔ ج:5، ص:464

Ibn 'Ābidīn, Muḥammad Amīn ibn 'Umar (d. 1252 AH). ***Radd al-Muḥtār 'alā al-Durr al-Mukhtār***. Beirut: Dār al-Fikr. Vol. 5, p. 464

[4] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج:4، ص:547

Al-Marghīnānī, ***al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī***. Vol. 4, p. 546.

[5] ص75:38

Ṣād , 38:75

[6]بخاری، محمد بن اسماعیل(المتوفی: 256ھ)۔ **الجامع الصحیح**۔(الطبعة: الأولی 1422ھ)۔بیروت: دار طوق النجاۃ۔ج:8،ص:50، رقم الحدیث: 6227

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl (d. 256 AH). ***al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ***. (1st ed.) Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH. Vol. 8, p. 50, Hadith No. 6227

[7]The Holy Bible (KJV), Genesis2:22

[8]النساء1:4

Al-Nisā', 4:1

[9] دریابادی،عبدالماجد(متوفی:1977ء)،**تفسیر ماجدی**،لاہور:پاک کمپنی۔ص:210

Daryābādī, 'Abd al-Mājid (d. 1977 CE). *Tafsīr-i Mājidī*. Lahore: Pak Company. p. 210.

[10] بنی اسرائیل70:17

Banī Isrā'īl , 17:70

[11] التین4:95

Al-Tīn , 95:4

[12]بخاری، محمد بن اسماعیل(المتوفی:256ھ)،الجامع الصحیح،(الطبعة:الأولی1422ھ)،بیروت:دار طوق النجاۃ۔ج:5،ص:156

Bukhari, Al-Jam 'I Al-Sahih, Vol. 5, p. 156

[13]الرازي، محمد بن عمر(المتوفی:606ھ)،مفاتیح الغیب،(الطبعة:الثالثة)،بیروت:دار إحیاء التراث العربي 1420ھ،ج:23،ص:366

Al-Rāzī, Muḥammad ibn 'Umar (d. 606 AH). *Mafātīḥ al-Ghayb*. 3rd ed. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1420 AH. Vol. 23, p. 366.

[14] المائدۃ،32:5

Al-Mā'idah ,5:32

[15] الازہری، محمد کرم شاہ(متوفی:1998ء)،ضیاء القرآن،لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ج:1،ص:463

Al-Azharī, Muḥammad Karam Shāh (d. 1998 CE). *Żiyā' al-Qur'ān*. Lahore: Żiyā' al-Qur'ān Publications. Vol. 1, p. 463

[16] البقرۃ178:2

Al-Baqarah , 2:178

[17] آزاد،ابوالکلام احمد(متوفی:1958ء)۔ترجمان القرآن۔لاہور:اسلامی اکادمی۔ج:1،ص:307

Āzād, Abū al-Kalām Aḥmad (d. 1958 CE). Tarjumān al-Qur'ān. Lahore: Islāmī Academy. Vol. 1, p. 307.

[18]ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختار۔ج:5،ص:368

Ibn 'Ābidīn, Radd al-Muḥtār 'alā al-Durr al-Mukhtār. Vol. 5, p. 464

[19] النساء11:4

Al-Nisā, 4:11

[20] القرطبي، محمد بن أحمد(المتوفی:671ھ)۔الجامع لأحکام القرآن۔(الطبعة:الثانیة)۔القاھرۃ:دار الکتب المصریة۔ج:5،ص:65

Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad (d. 671 AH). al-Jāmi‘ li-Aḥkām al-Qur’ān. 2nd ed. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah. Vol. 5, p. 65

[21] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي۔ج:4،ص:548

Al-Marghīnānī, al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī. Vol. 4, p. 548.

[22] النسآء4:29

Al-Nisā’ 4:29

[23] اصلاحی، امین احسن(متوفی:1997ء)۔تدبر قرآن۔لاہور:فاران فاؤنڈیشن2009ء،ج:2،ص:285

Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan (d. 1997 CE). *Tadabbur-i Qur’ān*. Lahore: Faran Foundation, 2009. Vol. 2, p. 285

[24] القزويني، محمد بن يزيد(المتوفى:273ھ-)۔سنن ابن ماجه۔لبنان:دار إحياء الكتب العربية۔ج:2،ص:1297، رقم:3932

Al-Qazwīnī, Muḥammad ibn Yazīd, (d. 273 AH). *Sunan Ibn Mājah*. Lebanon: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyyah. Vol. 2, p. 1297, Hadith No. 3932.

[25] الحجرات49:11

Al-Ḥujurāt , 49:11

[26] مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔تفہیم القرآن۔لاہور:ترجمان القرآن،ج:5،ص:85

Mawdūdī, Sayyid Abū al-A‘lā. *Tafhīm al-Qur’ān*. Lahore: Tarjumān al-Qur’ān. Vol. 5, p. 85

[27] الحجرات49:13

Al-Ḥujurāt , 49:13

[28] https://pakistancode.gov.pk/english/UY2FqaJw1-apaUY2Fqa-apaUY2Nob54%3D-sg-jjjjjjjjjjjjj, Accessed on 20 April 2024, at 01:02 PM